ڈاکٹر وی۔ایم ترمذی

شیخ وجیہُ الدین علوی گجراتی

نام احمد اور لقب وجیہ الدین تھا۔ اس طرح پورا نام مع لقب شاہ احمد وجیہ الدین علوی ہوا۔ آپ کا سلسلۂ نسب یہ ہے :۔

شاہ وجیہ الدین احمد بن قاضی نصراللہ بن قاضی امام الدین بن عطاءالدین بن معین الدین بن بہاءالدین بن کبیرالدین ۔۔۔۔ تا۔۔ امام محمد تقی۔

ملا عبدالقادر بدایونی رقمطراز ہیں :

"نسب وی علوی است خودرا بجہت غرابت شہرت باین ندارد۔" [۱]

ڈاکٹر بیگ نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے :

"نسب کی وجہ سے انھوں نے شہرت حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی کیونکہ غریب الدیار ہوگئے تھے" [۲]

اور پھر غریب الدیار کی وضاحت کے لیے فٹ نوٹ میں لکھا ہے :۔

"اس کا مطلب یہ ہے۔ شیخ کے آباء و اجداد عرصہ دراز سے "عرب" سے ہجرت کرکے یمن چلے گئے تھے اور ان کے پاس کوئی ٹھوس "سند" اپنے نسب کو ثابت کرنے کو نہیں تھی۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپ ننھیالی رشتہ

---

۱ منتخب التواریخ جلد سوم صفحہ ۴۳ ۲ انگریزی ترجمہ جلد سوم صفحہ ۷

سے "سید" ہوں۔"

بہرحال سید کبیرالدین نے جو شیخ کے اجداد میں سے ایک تھے، اپنا وطن یمن چھوڑ کر مکہ میں سکونت اختیار کرلی تھی اور ان کے فرزند شیخ بہاءالدین گجرات میں بمقام پدری ضلع کاٹھیاواڑ چلے آئے تھے۔ یہ زمانہ وہ تھا جب ظفرخان اول (۸۱۴ھ) گجرات کی خودمختار حکومت کی بنیاد ڈال چکا تھا۔ اس دوران اس خاندان کے علم وفضل اور اس کے زہد و تقویٰ کی شہرت دور دراز تک پھیل گئی جس کی وجہ سے سلطان احمد شاہ اول نے شیخ معین الدین کو "پدری" میں قاضی کا منصب عطا کیا اور آپ کے بعد آپ کے فرزند عطاءالدین اور ان کے فرزند امام الدین کو یکے بعد دیگر اس منصب پر فائز کیا۔ سلطان محمود بیگڑہ (۸۶۳ھ تا ۹۱۷ھ) نے شیخ وجیہ الدین کے والد بزرگوار قاضی نصراللہ کو "جاپانیر" کا قاضی مقرر کیا۔ اور سلطان مظفر حلیم (۹۱۷ھ تا ۹۶۳ھ) نے قاضی نصراللہ کو جن کی وہ بیحد عزت اور احترام کرتا تھا اپنے دور حکومت میں اپنے پاس احمدآباد بلالیا۔ قاضی نصراللہ کا انتقال ۹۵۶ھ میں ہوا۔

شیخ وجیہ الدین علوی ۲۲ محرم ۹۱۰ھ میں بمقام جاپانیر پیدا ہوئے۔ اتفاق سے لفظ شیخ کے اعداد ۹۱۰ ہوتے ہیں۔ اس لیے تاریخی نام "شیخ" ہوا۔ آٹھ سال کی عمر میں اپنے والد کے ساتھ احمدآباد چلے آئے۔

صغرسنی ہی میں شیخ میں آثار ذہانت وفطانت نظر آنے لگے تھے۔ چنانچہ ۹ سال کی عمر میں قرآن شریف حفظ کیا اور ایک سال بعد تجوید سے پڑھنا شروع کردیا۔ ابتدائی تعلیم اپنے عم بزرگوار شیخ شمس الدین سے حاصل کی۔ اور حدیث شریف میں اپنے ماموں شیخ ابوالقاسم کے آگے زانوئے تلمذ تہ کیا۔ بعدازاں شیخ محمد مالکی اور شیخ ابوالبرکات بمبانی سے سے حدیث شریف پڑھی۔ منطق اور فلسفہ شیخ امام الدین ترامی اور شیخ ابوالفضل گازرونی سے جو جلال الدین محقق دوانی کے شاگرد تھے، حاصل کیا۔ اس طرح ۹۳۴ھ میں بعمر ۲۴ سال آپ فارغ التحصیل ہوگئے۔

تصوف میں آپ شیخ قاضن چشتی سے سلسلہ سہروردیہ میں بیعت تھے، آپ کا شجرہ

بیعت اس طرح ہے :۔

"وجیہ الدین علوی نے شیخ قاضن سے، انھوں نے قاضی امام الدین سے انھوں نے راجو قتال سے، انھوں نے مخدوم جہانیاں جہانگشت سے بیعت کی۔"

شیخ قاضن کے وصال کے بعد آپ اپنے ماموں ابوالقاسم سے بیعت ہوئے اور سلوک کے مدارج طے کیے۔ آپ کا سلسلہ بھی سہروردیہ تھا اور وہ اس طرح ہے :۔

"وجیہ الدین علوی نے شیخ ابوالقاسم سے، انھوں نے شیخ امام الدین سے انھوں نے شاہ عالم بخاری سے .... مخدوم جہانیاں جہانگشت سے بیعت کی۔"

جب شیخ محمد غوث گوالیاری احمد آباد تشریف لائے تو شاہ وجیہ الدین علوی نے آپ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اور زمرۂ مریدین میں شامل ہوگئے۔ غوث گوالیاری نے آپ کو اپنا خلیفہ بنایا۔ اس طرح شاہ صاحب سلسلہ شطاریہ میں بیعت ہوئے۔ شاہ وجیہ الدین نے اپنے ایک شاگرد صبغت اللہ بھروچی کو شطاریہ سلسلہ میں خلیفہ بنایا اور صبغت اللہ ہی کی بدولت اس سلسلے نے ملک عرب اور دیگر ممالک میں فروغ پایا۔

آپ نے ۹۳۵ھ میں احمد آباد میں ایک دارالعلوم قائم کیا جو گجرات میں علوم اسلامیہ کا بڑا مرکز بن کر اُبھرا۔ اس دارالعلوم نے ہندستان کے ہر صوبہ سے عُلماء کو اپنی جانب کھینچا اور فقہاء اور محدثین کی ایک بڑی جماعت تیار کی، جنھوں نے علوم اسلامیہ کو ہندوستان کے کونے کونے میں پھیلا دیا اور اشاعتِ اسلام میں ایک اہم کردار ادا کیا۔ تقریباً اسّی عُلماء ایسے تھے جو اس دارالعلوم سے فارغ التحصیل ہو کر نکلے اور انھوں نے اپنے اپنے علاقوں میں جاکر عربی مدارس کی بنیاد ڈالی۔

اِس دارالعلوم کے صدر مدرس شاہ صاحب خود تھے، جہاں آپ ۶۵ سال تک درس دیتے رہے۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے فرزند شیخ عبدُاللہ صدر مدرس کے عہدے پر فائز ہوئے۔

دارالعلوم میں طالب علموں کے لیے ایک شفا خانہ تھا اور حکومت کی طرف سے باقاعدہ طبیب مقرر ہوتے تھے۔ یہ دارالعلوم ۲۹۱ سال تک جاری رہا۔ ۱۲۳۶ھ میں علوی خاندان کے آخری عالم سید شاہ احمد تھے جنھوں نے اپنی صلاحیت وقابلیت سے نہایت زبوں حالی میں بھی مدرسہ کو جاری رکھا اور رجب ۱۳۵۰ھ مطابق ۱۹۳۱ء آپ کا انتقال ہوا تو مدرسہ بالکل ویران ہوگیا اور بہت سی کتابیں ضائع ہوگئیں۔ کچھ جو باقی تھیں ان کو مولانا خطیب عبدالمتین اور یوسف کھٹکھٹے جامع مسجد بمبئی خرید کر لے گئے اور وہاں محفوظ ہوگئیں۔

دارالعلوم سے متعلق طلبہ کے لیے ایک دارالاقامہ اور بڑا کتب خانہ بھی تھا جو حوادث روزگار خصوصاً مرہٹوں کی غارت گیری سے ایسا تباہ ہوا کہ اس کا نام ونشان تک باقی نہ رہا اور اس ذخیرۂ کتب میں سے جو دارالعلوم کے کتب خانے میں تھیں، اب ایک کا بھی سراغ نہیں ملتا۔ حکومتِ وقت دارالعلوم کی مالی امداد کرتی تھی اور مستحق اور غریب طلبہ کو وظائف دیتی تھی۔ وہاں علمِ تفسیر، علمِ حدیث، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ، علم عروض، منطق، فلسفہ، ریاضی، ہندسہ، الہیئۃ، علم الکلام اور مابعدالطبیعات جیسے علوم باقاعدہ پڑھائے جاتے تھے۔

رعایا اور حکمران دونوں شیخ کا بے حد اعزاز و اکرام کرتے تھے۔ سلطان محمد ثالث اور سلطان مظفر ثالث بارہا حضرت کی خدمت میں آئے اور دعا کے طلبگار ہوئے۔ امیرالامراء شبیر خان بن اعتماد خان سفر میں جاتے وقت آپ کے پاس اپنے بیش بہا زیورات اور نقدی امانۃً رکھ جاتا تھا۔ شیخ کی ہر دلعزیزی اور مقبولیت کا اظہار اس امر سے ہوتا ہے کہ آپ کسی بھی مظلوم کی فریاد حکمران کے پاس بہ نفسِ نفیس لے جاتے تھے اور بلاخوف وخطر اس کے معروضات پیش کر دیتے تھے، حقیقت سے آگاہ کرتے اور اس کا انصاف کرا کے رہتے اور حق دار کو حق دلوا کر دم لیتے۔ نیز اگر کوئی حاکم غلط روی اختیار کرتا اور کج روی برتتا جس سے عوام الناس پریشان رہتے تو شیخ اس کو سخت الفاظ میں تنبیہ کرتے اور راہ راست پر لانے کی کوشش کرتے تھے۔

شیخ کا انتقال ۲۹ محرم ـــــ بروز یک شنبہ ہوا اور آپ اپنے دارالعلوم کے احاطے

میں ہی مدفون ہوئے۔

شاہ وجیہ الدین علوی [۱] کے پانچ فرزند تھے (۱) محمد (۲) حامد (۳) عبدالوحید (۴) عبدالحق (۵) عبداللہ۔ عبداللہ علوی علم وفضل میں یکتا تھے وہی اپنے پدر بزرگوار شیخ وجیہ الدین علوی کے بعد صدر مدرس کی مسند پر فائز ہوئے۔

حضرت شیخ وجیہ الدین صاحب تصانیفِ کثیرہ ہیں ذیل میں آپ کی تصانیف کا اجمالی جائزہ پیش ہے۔

۱۔ حاشیہ علی التفسیر البیضاوی

قاضی بیضاوی کی مشہور آفاق کتاب "انوار التنزیل" پر حواشی کا مجموعہ ہے۔ سالہاسال سے آپ حدیث کا درس دیتے تھے۔ چنانچہ یہ کتاب آپ کے درسی مواعظ کا مجموعہ معلوم ہوتی ہے۔ ابوظفر ندوی مرحوم کا خیال ہے کہ اس رسالہ کا ایک بھی نسخہ دست یاب نہیں ہے مگر "معارف" نے دو قلمی نسخوں کا ذکر کیا ہے، ایک حیدرآباد (دکن) کی آصفیہ لائبریری میں اور دوسرا بھی حیدرآباد ہی میں نواب صدر یار جنگ کے کتب خانہ میں۔

۲۔ جنات عدن

بیضاوی کے انوار پر یہ ایک مفصل مقالہ ہے۔ نسخہ نایاب ہے اس لیے پتہ نہیں چلتا

---

[۱] شیخ وجیہ الدین علوی کے بھائی کی چوتھی پشت میں محمد ولی اللہ بن شریف محمد علوی بلند پایہ اردو شاعر گزرے ہیں، تخلص "ولی" تھا اور ولی گجراتی کے نام سے مشہور ہیں۔ محمد حسین آزاد نے ولی کو اردو زبان کا پہلا صاحب دیوان شاعر بتایا تھا اور نظم اردو کی نسل کا آدم کہا تھا۔ لیکن بعد کی تحقیقات نے اس دعویٰ کو باطل قرار دے دیا۔ اسی طرح بہت سے ادیب ولی کو "دکنی" یا "اورنگ آبادی" مانتے تھے۔ مگر مرحوم قاضی احمد میاں اختر جوناگڑھی اور ڈاکٹر ظہیرالدین مدنی نے ولی پر تحقیقاتی مضامین لکھ کر یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچا دی کہ ولی گجراتی ہی تھے۔

مرحوم فخر ماتری جو گجراتی ملّت کے مدیر اور تجربہ کار صحافی تھے، اسی خاندان کے چشم و چراغ

کہ اس کا موضوع کیا ہے۔ مگر نام سے معلوم ہوتا ہے کہ تفسیر بیضاوی کی کسی قسم کی تنقید ہے۔

۳۔ حواشی علی التفسیر الرحمانی

مخدوم علی مہائمی (نزد بمبئی) کی معرکۃ الآراء تفسیر رحمانی پر حواشی کا مجموعہ ہے۔ شیخ وجیہ الدین علوی مخدوم علی مہائمی کی تصانیف میں گہری دلچسپی رکھتے تھے۔ مخدوم کی بہت سی کتابوں پر حواشی لکھے جن کا پتہ شیخ کی دیگر تصانیف سے چلتا ہے۔ ورنہ خود ان کے نسخے نایاب ہیں۔

۴۔ تفسیر کے علاوہ شیخ نے چھوٹے چھوٹے رسالے بھی لکھے ہیں، جن میں قرآنی آیات کی تفسیر، تشریح اور شانِ نزول پر روشنی ڈالی ہے۔ ایسے دو رسالوں کی بابت معلوم ہوا ہے:-

۱۔ رسالہ فی تحقیق فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ

۲۔ رسالہ فی تحقیق وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے زمانہ میں علماء میں ان آیات کے بارے میں کوئی بحث چل رہی ہوگی جس کی وجہ سے شیخ علوی نے ان دو رسالوں میں اپنا موقف بیان کیا ہوگا۔ یہ رسالے بھی نایاب ہیں۔

۵۔ شرح نزھۃ النظر

علامہ عسقلانی کی نزہۃ النظر پر شرح ہے۔ اس شرح کے دو قلمی نسخے موجود ہیں، ایک بانکی پور میں اور ایک رام پور میں۔

۶۔ حاشیہ علی الھدایۃ

حنفی فقہ کی مستند کتاب الہدایہ پر حواشی کا مجموعہ ہے، لیکن یہ کتاب بھی نایاب ہے۔

۷۔ حاشیہ علی شرح الوقایۃ

فقہ کی مشہور کتاب شرح وقایہ پر حواشی کا مجموعہ ہے۔ حکیم الاُمت مولانا اشرف علی تھانوی نے "خلاصۃ الاحکام فی اذان الجمعۃ بین یدی الامام" میں اس کا ذکر کیا ہے۔ اس کے بہت سے قلمی نسخے دستیاب ہیں۔

۸۔ **شرح البسیط**۔ یہ قانونِ وراثت کی کتاب "البسیط" کی مکمل تشریح و توضیح ہے۔

البسیط نجم الدین الشرح کی مستند کتاب ہے۔ شیخ وجیہ الدین نے بہت ہی سلیس انداز میں اصول وراثت پر بحث کی اور جداول اور دوائر کی مدد سے قانون وراثت سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ اس میں ۲۶ جدولیں اور دو دائرے دیئے ہوئے ہیں، جن کے ذریعے حساب کے نکات سمجھائے ہیں۔ اس کے دو قلمی نسخے دستیاب ہیں۔ جامع مسجد بمبئی میں جو نسخہ ہے وہ راقم الحروف کا دیکھا ہے، بہت صاف ستھرا اور خوشخط ہے۔

۱۰۔ رسالہ فی ترتیب الصلوٰۃ

نماز کے بارے میں مفصل رسالہ ہے، اس کا ایک قلمی نسخہ بمبئی میں دستیاب ہوا "معارف" شمارہ ۱۹۳۳ میں اس پر نوٹ لکھا ہوا ہے۔

۱۱۔ حاشیہ علی البزدوی

ابوالحسن محمد بزدوی فخرالاسلام (ف ۴۸۲ھ) کی کتاب "کنزالوصول الی معرفۃ الاصول" جو فقہ پر ہے، اس کے حواشی کا مجموعہ ہے۔ اس کا کوئی نسخہ دستیاب نہیں۔

۱۲۔ حاشیہ علی التلویح

صدرالشریعہ کی "التوضیح فی حل غوامض التنقیح" پر کی شرح "التلویح الی کشف الحقائق" کی شرح ہے۔ یہ شرح اصول فقہ پر آپ نے اپنے شاگردوں کے لیے لکھی تھی۔ قلمی نسخے احمد آباد، جامع مسجد بمبئی اور مدراس میں موجود ہیں ۵۱ے

۱۳۔ شرح علی حاشیۃ المواقف

علم الکلام پر ابن عبدالرحمٰن کی مشہور تصنیف المواقف پر سید شریف جرجانی نے حاشیہ لکھا تھا۔ شیخ علوی نے اس حاشیہ کی شرح لکھی ہے جو "شرح علی حاشیۃ المواقف" کے نام سے موسوم ہے۔ احمد آباد میں اس کا نسخہ موجود ہے۔

۱۴۔ حاشیہ علی شرح التجرید

ناصرالدین محمد طوسی کی "تجرید الکلام" علاؤالدین بن محمد کی شرح "شرح تجرید العقائد" پر آپ نے حواشی لکھے ہیں۔ یہ اس مجموعہ کا نسخہ ہے۔ اسی طرح سے "تجرید الکلام" پر جلال الدین محقق الدوانی کی "شرح حاشیۃ الجلالیہ" پر حاشیہ "حاشیۃ علی الحاشیۃ الجلالیہ"

۵۱ے یہ شرح نہیں بلکہ مختصر حاشیہ ہے۔ اس کا قلمی نسخہ میرے پاس موجود ہے۔ قاسمی

لکھی۔ یہ دونوں کتابیں نایاب ہیں۔

۱۵۔ حاشیہ علی الهیئۃ شرح المقاصد

یہ تفتازانی کی المقاصد کے ایک باب پر حاشیہ ہے۔ دوسرے باب پر ایک حاشیہ لکھا ہے، جس کا نام "حاشیہ علی سمعیات شرح المقاصد" ہے۔ یہ دونوں نایاب ہیں۔

۱۶۔ حاشیہ علی حاشیۃ الخیالی

یہ تفتازانی کی شرح عقائد النسفی" پر احمد بن موسیٰ کی کتاب "حاشیہ علی شرح العقائد" پر حاشیہ ہے۔

۱۷۔ حاشیہ علی شرح المطالع

محمد بن ابی بکر (ف ۶۸۲ھ) کی "مطالع الانوار" قطب الدین کی شرح "الاسرار" پر حاشیہ لکھا۔ لیکن اب نایاب ہے۔

شیخ وجیہ الدین علوی نے علم صرف ونحو میں گہری دل چسپی لی اور اس علم کی کتابوں کی شرحیں بھی لکھیں۔

۱۸۔ الرشاد فی شرح الارشاد

شہاب الدین احمد دولت آبادی کی علم صرف ونحو پر مشہور کتاب الارشاد پر شرح لکھی۔ یہ شیخ کی ابتدائی دور کی تصنیف ہے۔ سلطان محمود شاہ ثالث کے دور سلطنت (سنہ ۹۴۳ تا ۹۶۱ھ) میں لکھی گئی۔ قلمی نسخے لندن، رام پور، بمبئی میں محفوظ ہیں۔

۱۹۔ حواشی علی الجامی

ابن الحاجب کی الکافیۃ پر عبدالرحمٰن الجامی نے "الفوائد الضیائیہ" ایک شرح لکھی۔ اس پر شیخ علوی نے حواشی تحریر فرمائے۔ جن کا یہ مجموعہ ہے۔ شیخ کے ایک شاگرد نے یہ سب حواشی جمع کیے اور کتاب کی شکل میں لکھ دیئے۔ کتاب کی تمہید میں شاگرد لکھتے ہیں کہ الفوائد پر اس سے بہتر کسی نے حواشی نہیں لکھے۔ اس میں حروف کی نکات بخوبی بیان کیے گئے ہیں اور کوفہ اور بصرہ کے فقہاء کے خیالات پیش کیے گئے ہیں۔ اس کا ایک خوب صورت نسخہ بمبئی کی جامع مسجد میں محفوظ ہے۔

۲۰۔ شرح الوافی

عربی صرف و نحو پر محمد بن عثمان بن عمر البلخی کی جامع کتاب الوافی پر شیخ علوی کی شرح ہے۔ یہ کتاب گجرات کے طلبہ میں چھٹی صدی ہجری سے دسویں صدی ہجری تک مقبول رہی ہے۔ گجرات میں سب سے پہلے الوافی پر صدر الدین بمبانی نے شرح لکھی۔ بعد میں گجرات ہی کے صرف و نحو کے امام الدوّامین نے اس پر "المنحال الصافی" نامی ایک شرح لکھی۔ شیخ علوی نے "المنحال" پر "شرح المنحال" لکھی۔

۲۱۔ شرح الابیات المنحال والمواجز

اس تصنیف سے شیخ علوی کی عربی ادب اور علم لسانیات سے گہری دلچسپی اور اس میں مہارت ظاہر ہوتی ہے۔ ان دو کتابوں میں ابیات (بیت کی جمع) جو شواہد کے طور پر استعمال ہوئے ہیں ان کا مفصل جائزہ لیا گیا ہے۔ شیخ نے پہلے علم عروض کی بنا پر بیت کو جانچا ہے، بعدہٗ بیت کے شاعر کی نشان دہی کی ہے اور اس پر حاشیہ لکھا ہے۔ پھر بیت کے سیاق و سباق لکھ دیئے ہیں اور بیت کی توضیح و تشریح صرف و نحو کے اعتبار سے اور شعر کے لحاظ سے کی ہے۔ اس کے دو نسخے موجود ہیں، ایک جامع مسجد بمبئی میں اور دوسرا مدراس میں۔

۲۲۔ شرح المفتاح

سکاکی (ف ۶۲۲ھ) کی مفتاح العلوم پر شرح ہے۔ ملا عبد القادر بدایونی نے اپنی تاریخ میں اس پر نوٹ لکھا ہے۔

۲۳۔ حاشیہ علی شرح المفتاح

صدر الدین تفتازانی کی "شرح المفتاح" اور شریف جرجانی کی "المصباح فی شرح المفتاح" پر حواشی ہیں۔

۲۴۔ الحقیقۃ المحمدیہ

یہ تصوف پر وجیہ الدین علوی کی عالمانہ تصنیف ہے اور دیباچے، دو ابواب اور ضمیمے پر مشتمل ہے۔ اس میں فلسفۂ تصوف پر بحث کی گئی ہے اور رموز و اسرار، حقائق و

معارف جو تصوف کی بنیاد ہیں، ان پر روشنی ڈالی ہے۔ اس میں صوفیاء، حکماء اور متکلمین کی آراء جو تصوف کے بارے میں ہیں لکھی ہیں اور عقلی و نقلی دلائل کے ساتھ اپنی رائے کا بھی اظہار کیا ہے۔ قلمی نسخہ انڈیا آفس بنگال میں محفوظ ہے۔ علاوہ ازیں بمبئی میں طبع بھی ہو چکی ہے۔ لیکن اب یہ مطبوعہ کتاب نایاب ہے۔ احمد آباد آرٹس کالج کے عربی کے پروفیسر ڈاکٹر زبیر محمد غلام نبی نے اس کو عربی متن اور اردو ترجمے کے ساتھ ۱۹۶۶ء میں احمد آباد سے شائع کیا ہے۔

۲۵۔ بحر حقائق

مولوی عبدالحق بابائے اردو نے شیخ کی اس تصنیف کا ذکر کیا ہے۔ پشاور کے اسلامیہ کالج کی لائبریری میں اس کا ایک نسخہ محفوظ ہے۔

ذیل میں شیخ علوی کی ان تصانیف کے نام درج ہیں جو ہمیں دستیاب نہ ہوسکیں مگر جن کے نام دوسری کتابوں کے ذریعہ ہم تک پہنچے ہیں۔

(۱) حاشیۃ علی الشفا لقاضی سید
(۲) رسالۃ الکلام
(۳) رسالۃ القلب
(۴) رسالۃ فی تحقیق ابلیس، ملک وجن
(۵) رسالۃ فی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ فی الفضل الہندی
(۶) رسالہ اوراد
(۷) حجۃ رملہ دالانام فی الجزری
(۸) رسالۃ فی وقف الاعداد
(۹) حاشیۃ علی شرح حکمت اسین
(۱۰) حاشیۃ علی القانون (لابی علی سینا)
(۱۱) حاشیۃ علی الشفا　〃　〃　〃
(۱۲) شرح کلید　(فارسی)
(۱۳) شرح جام جہاں نما (فارسی)
(۱۴) شرح رسالۃ القوشجی (فارسی)